لحاظ سے ایک عمدہ کتاب ہے' جس کا مقصد "جہاد کی حقیقت کا شعور' ملت اسلامیہ اور بالخصوص عساکر اسلام میں پیدا کرنا ہے"۔ زیادہ تر موضوع بحث وہ منظم جہاد (یعنی قتال) ہے جو باقاعدہ فوج کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ ابتدائی مضامین میں مصنف نے جہاد کے عمومی تصور کا اچھا تعارف کرایا ہے۔ مصنف کا تصور جہاد' کتاب و سنت کے مطابق اور واضح ہے۔ انداز بیان تحرک انگیز اور فصیح و بلیغ ہے۔

کتاب کی انفرادیت' اس میں پائی جانے والی فنون حرب کی بحثیں ہیں۔ اس معاملے میں بہت سی معلومات اور آرا مغربی ماہرین حرب سے لی گئی ہیں' مگر ساتھ ساتھ مصنف تاریخ اسلام سے مثالیں بھی دیتے رہتے ہیں۔ اخلاقی قوت کی اہمیت کے تذکرے اور اخلاقی خوبیوں کے بیان میں وہ اسلام کے بلند اور وسیع تصور اخلاق اور شجاعت کو شامل کرتے ہیں' اور اس کی عمدہ اور بروقت وضاحت کرتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش ایک اہم عمرانی علم یعنی فن حرب کو اسلامی رنگ دینے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی تھی' لیکن وہ بھی اس علمی خامی سے پوری طرح نجات حاصل نہیں کر سکے جو دور حاضر کے مسلمانوں کے بنیادی مسائل میں سے ہے یعنی اسلامی عقائد و تصورات اور منطقی تقاضوں میں تعلق کی نوعیت کو سمجھنے کی ضرورت کا پوری طرح احساس نہ کرنا۔ ص ۱۱۳ پر مصنف فرماتے ہیں: "میدان جنگ کے بھی اصول ہیں جو عہد حاضر میں ماہرین حرب نے صدیوں کی تاریخ کو سامنے رکھ کر مدون کیے ہیں۔ یہ امر مسلمانوں کے لیے باعث افتخار ہے کہ سپہ سالار اسلام' سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں صدی میں ان اصولوں پر عمل فرما چکے تھے"۔ اس کے بعد وہ "اقدام' اچانک حملہ اور ارتکاز" جیسے جنگی اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ اصول مصنف کے مطابق ماہرین حرب نے تجربات سے اخذ کیے ہیں۔ مصنف یہ کہنے یا تاثر دینے کی ضرورت کیوں محسوس کرتے ہیں کہ تجربہ کوئی ایسا علم نہیں دے سکتا' جو نبیؐ کے ذریعے ہمیں نہ ملا ہو؟ کیا ان کے نزدیک' یا اس انداز بیان اپنانے والے دوسرے اصحاب کے نزدیک' اسلامی تعلیمات میں تجربے کے بذات خود ایک سرچشمہ علم ہونے کی نفی کی گئی ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ بہت سے معاملات ایسے ہیں جو نبیؐ کی اپنی تصریحات کے مطابق قرآن و سنت کے ذریعے ہم تک پہنچنے والی تشریعی راہنمائی کے دائرہ کار میں نہیں آتے' اور جو اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل اور مشاہدات و تجربات یعنی عمرانی اور فطری علوم (Social and Natural Science) کے لیے چھوڑ دیے ہیں؟ یہ البتہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تجربات سے علم اخذ کرتے وقت ایک مسلمان کو کس ذہنیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ غیر مسلم اس عمل کو ایک غلط ذہنیت کے ساتھ کرتے ہیں' لہٰذا ان کے پیش کردہ مفید علم کا حصول ہمارے لیے فرض کفایہ ہے اور اسے سانچے میں ڈھالنے کی بہرحال ضرورت ہے۔ مگر یہ ضرورت کہیں زیادہ ہے اور کہیں بہت کم (جیسے فنی تفصیلات میں --- اور نصابی کتابوں کا مقدار کے لحاظ سے زیادہ تر مواد انھی پر مشتمل ہوتا ہے)۔ اگر اس طرح کی وضاحتیں بھی کر دی جاتیں تو کتاب ہمارے ماہرین

حرب کے فنی معیار کو متاثر کیے بغیر ان کی اسلامی ذہنی تربیت کرنے میں خاصی مددگار ثابت ہوتی۔ مگر جب تک ہمارے ہاں اس طرح کی وضاحتوں کا رواج عام نہیں ہوتا' یہی ہوتا رہے گا کہ اسلام کو مکمل نظام حیات سمجھنے والے لاشعوری طور پر دنیاوی (کم از کم عمرانی) علوم کو صرف وحی کا مدمقابل' اور یوں غیر ضروری یا غلط ہی سمجھتے رہیں گے' اور ان علوم کے ماہرین' اپنے کام میں دینی "مداخلت" کو ناپسند کرتے رہیں گے۔ (ڈاکٹر بلال مسعود)

Islamic Etiquette: Drop to Dust (اسلامی آداب زندگی)' محمد حبیب الدین فضلی۔ ناشر: اکیڈمی آف لائف اینڈ لیٹرز' آر ۶۹' سیکٹر ۸' نارتھ کراچی' کراچی ۷۵۸۵۰۔ صفحات: ۲۴۳۔ قیمت: ۳۵ روپے۔

مصنف نے عرق ریزی سے وہ تمام قرآنی آیات اور احادیث جمع کر دی ہیں جن کا تعلق روز مرہ واقعات یا آداب معاشرت سے ہے۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے: پیدائش' آداب' سماجی رابطہ' نیک اعمال' حقوق و فرائض' طہارت' مسائل خاندان اور مسائل قبر۔ ہر موضوع کے حوالے سے نمبروار قرآنی آیات اور پھر نمبروار احادیث درج کر دی ہیں اور جہاں جہاں ضرورت محسوس کی ہے' حواشی بھی دے دیے ہیں۔

یہ پہلو خوش آیند ہے کہ دینی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے انگریزی زبان میں لٹریچر تیار ہو رہا ہے۔ اس روش کو رواج دینے والے مبارک باد کے مستحق ہیں' تاہم زیر بحث کتاب کے حوالے سے چند امور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ دعوت و تبلیغ سے تعلق رکھنے والی ایسی کتاب کو بائبل کی آیات کی طرح نمبروار تقسیم کر دینا مناسب نہیں ہے۔ قرآنی آیات' احادیث شریفہ اور فقہائے کرام کی آرا میں ربط پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مصنف ان کو مسلسل تحریر کی صورت میں پیش کرے۔

۲۔ مصنف نے بڑی خوبی سے دور جدید کی ایجادات (مثلاً ٹیلی فون پر گفتگو کے آداب جیسے موضوع) پر بھی مواد اکٹھا کر دیا ہے تاہم چند مقامات پر نظرثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے' مثلاً مصنف کا یہ کہنا کہ تصویر کی حرمت کے جو احکام ہیں وہ تمام کے تمام ٹیلی ویژن پر لاگو ہوتے ہیں' درست نہیں ہے۔

۳۔ قرآنی آیات یا احادیث کا متن درج کیا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا نہ ہونا بھی غیر مناسب ہے۔ بہ حیثیت مجموعی زبان و بیان مناسب ہے۔

(محمد ایوب منیر)